



كلاس: 12th

مضمون: اردو (حصہ نظم)

نظم 4: اسلامی مساوات

مولانا الطاف حسین حالی (1873ء تا 1914ء)

❖ خلاصہ:

جب کوئی قوم زوال پذیر ہوتی ہے تو سب سے پہلے اس کے حکمران اور امرا بگڑ جاتے ہیں۔ وہ دین اور عقل کو پس پشت ڈال دیتے ہیں اور محتاجوں و مظلوموں کی فریاد یا آہ وزاری کا کوئی اثر نہیں لیتے۔ انہیں عوام کی بھوک، غربت اور مشکلات کا بالکل بھی احساس نہیں ہوتا کیونکہ خود خوشحال اور عیش و عشرت میں ڈوبے رہتے ہیں۔ وہ زندگی کو صرف دکھاوا اور آسائش کے لیے گزارتے ہیں، اور ساز و آواز میں محور رہتے ہیں۔ خدمت کے لیے نوکر اور چاکر ہر وقت ان کے احکام کے منتظر ہوتے ہیں، جبکہ عام لوگ غربت کی چکی میں پس جاتے ہیں اور ان کے پاس نہ کھانے کو کچھ ہوتا ہے اور نہ رہنے کو گھر، اور اگر حکمران ان کی حالت پر رحم نہیں کرتے تو معاشرتی بگاڑ بڑھتا ہے۔

حالانکہ قرآن کا پہلا سبق یہ ہے کہ ساری مخلوق خدا کی تخلیق ہے اور انسانوں کو ایک دوسرے کے دکھ درد میں شریک ہونا چاہیے۔ اصل عبادت اور دین و ایمان یہی ہے کہ انسان دنیا میں دوسروں کے لیے فائدہ مند اور انسانیت کی خدمت کرنے والا ہو۔

❖ اشعار کی تشریح

❖ بند نمبر 1:

- کسی قوم کا جب الٹا ہے دفتر
- تو ہوتے ہیں مسخ اُن میں پہلے تو نگر
- کمال اُن میں رہتے ہیں باقی، نہ جوہر
- نہ عقل اُن کی بادی، نہ دین اُن کا رہبر
- نہ دنیا میں ذلت نہ عزت کی پروا
- نہ عقبی میں دوزخ نہ جنت کی پروا

مشکل الفاظ کے معنی:

الثابے دفتر: ادارے خراب یا بگڑے ہوئے ہیں

مسخ: بگڑا ہوا، خراب

نگر کمال: ابتدائی طور پر کچھ مہارت یا خوبی

جوہر: اصلی صفت یا صلاحیت

ہادی: رہنما

رہبر: راہنمائی کرنے والا اصول یا دین

ذلت: حقارت، بے عزتی

عزت: وقار یا شہرت

پرواء: فکر یا لحاظ

دوزخ: جہنم

جنت: بہشت

مفہوم:

شاعر کہتا ہے کہ جب کسی قوم کے ادارے خراب ہوں، تو وہاں کے لوگ بھی بگڑ جاتے ہیں۔ ابتدا میں ان میں کچھ خوبی یا صلاحیت موجود ہوتی ہے، لیکن وقت کے ساتھ وہ بے عقل اور بے جوہر ہو جاتے ہیں۔ ان کے پاس نہ کوئی اخلاقی رہنما ہوتا ہے اور نہ دین انہیں راہنمائی فراہم کرتا ہے۔ وہ دنیا کی عزت یا ذلت کی پرواہ نہیں کرتے، اور نہ ہی آخرت میں جنت یا دوزخ کی فکر کرتے ہیں۔

تشریح:

ان اشعار میں شاعر نے کسی قوم یا معاشرے کی اخلاقی اور سماجی بگاڑ کی تصویر کشی کی ہے۔ وہ بتا رہا ہے کہ جب کسی قوم کے ادارے خراب یا بگڑ جائیں، تو لوگ بھی اپنے کردار، عقل اور صلاحیت سے محروم ہو جاتے ہیں۔ ابتدائی طور پر کچھ مہارت یا خوبی موجود رہ سکتی ہے، لیکن وہ دیرپا نہیں رہتی۔ ایسے لوگ نہ دنیا میں عزت یا ذلت کی پرواہ کرتے ہیں اور نہ ہی آخرت میں اجر یا سزا کے بارے میں سوچتے ہیں۔ شاعر اس کے ذریعے یہ واضح کر رہا ہے کہ کسی قوم کی ترقی، اخلاقی اور روحانی بہتری کے لیے مضبوط ادارے، اصولوں کی پابندی اور دین و اخلاق کی رہنمائی ضروری ہے۔ اگر یہ سب کچھ غائب ہو جائے تو لوگ نہ دنیا میں اچھے ہوں گے اور نہ آخرت میں، اور معاشرہ اخلاقی و سماجی بحران کا شکار ہو جائے گا۔

❖ بند نمبر 2:

- نہ مظلوم کی آہ و زاری سے ڈرنا
- نہ مفلوک کے حال پر رحم کرنا
- ہوا و بوس میں خدی سے گزرنا
- تعیش میں جینا نمائش پہ مرنا
- سدا خواب غفلت میں بے ہوش رہنا
- دم نزع تک خود فراموش رہنا

مشکل الفاظ کے معنی:

مظلوم: جس پر ظلم ہوا ہو

آہ و زاری: رونا اور فریاد کرنا

مفلوک: بے بس، بے حال، پریشان حال

ہوا و ہوس: فطرتی خواہشات، جنسی اور مادی لذتیں

خدی: خودی، اپنے نفس کی پہچان اور وقار

تعیش: راحت و آسائش

نمائش: دکھاوا، رعب و جلوہ

غفلت: لاپرواہی، ہوش و فکر کی کمی

دم نزع: زندگی کا آخری لمحہ

خود فراموش: اپنی ذمہ داری اور اصل پہچان سے بے خبر ہونا

مفہوم:

شاعر معاشرتی بگاڑ اور اخلاقی انحطاط کی سخت تنقید کر رہا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ لوگ نہ تو مظلوم کی فریاد سے ڈرتے ہیں اور نہ ہی بے حال و پریشان لوگوں پر رحم کرتے ہیں۔ اپنی خواہشات اور ہوس میں مبتلا ہو کر اپنی خودی اور وقار کو فراموش کر لیتے ہیں۔ راحت اور آسائش میں زندگی گزارنا اور نمائش و دکھاوا کرنا ان کی عادت بن گئی ہے۔ وہ ہمیشہ غفلت کے خواب میں پڑے رہتے ہیں اور اپنی موت تک خودی اور اخلاقی ذمہ داری سے بے خبر رہتے ہیں۔

تشریح:

ان اشعار میں شاعر نے انسان کی اخلاقی اور روحانی کمزوریوں کو اجاگر کیا ہے۔ مظلوم اور محتاج کے دکھ سے بے حسی، ہوس و لذت میں مبتلا رہنا، تعیش اور دکھاوا پر مرنا، اور اپنی خودی سے غافل رہنا معاشرتی اخلاقی بگاڑ کی علامات ہیں۔ شاعر یہ بتا رہا ہے کہ جب انسان اپنے اخلاقی اصول، سماجی ذمہ داری اور روحانی شعور کو فراموش کر دیتا ہے تو وہ نہ صرف دنیا میں بگڑتا ہے بلکہ آخرت میں بھی نقصان کا شکار ہوتا ہے۔ یہ اشعار انسان کو اپنی خودی، رحم دلی اور شعور کی طرف واپس لانے کی تنبیہ کرتے ہیں۔

❖ بند نمبر 3:

- پریشان اگر قحط سے اک جہاں ہے تو بے فکر ہیں کیونکہ گھر میں سماں ہے
- اگر باغ امت میں فصل خزاں تو خوش ہیں کہ اپنا چمن گل فشاں ہے
- بنی نوع انسان کا حق اُن پر کیا ہے
- وہ اک نوع، نوع بشر سے جدا ہے

مشکل الفاظ کے معنی:

قحط: خشک سالی، بھوک یا کمی

سماں: خوشی، جشن یا آرام و آسائش

باغ امت: پوری امت یا معاشرہ

فصل خزاں: نقصان یا بُری حالت

چمن گل فشاں: اپنا باغ جو خوش و شاداب ہے

بنی نوع انسان: پوری انسانیت

نوع بشر سے جدا: انسانیت سے الگ، اپنی دنیا میں محو

مفہوم:

شاعر کہتا ہے کہ اگر دنیا میں کہیں قحط یا مصیبت ہے تو کچھ لوگ اس کی پرواہ نہیں کرتے کیونکہ ان کے گھر میں خوشحالی اور آسائش موجود ہے۔ اگر پوری امت یا معاشرہ خسارے یا مشکلات کا شکار ہو رہا ہے تو وہ خوش رہتے ہیں کیونکہ ان کا اپنا باغ یا زندگی خوش و شاداب ہے۔ ایسے لوگ انسانیت کے حقوق اور مسائل سے لاتعلق ہیں اور اپنی دنیا میں محو رہتے ہیں۔

تشریح:

ان اشعار میں شاعر معاشرتی بے حسی اور خود غرضی کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔ وہ بتا رہا ہے کہ بعض لوگ دنیا کی مشکلات اور انسانیت کے دکھ سے بے پرواہ ہو کر صرف اپنی آسائش اور خوشحالی میں محو رہتے ہیں۔ چاہے قحط یا معاشرتی بحران ہو، وہ دوسروں کے حالات کی پرواہ نہیں کرتے۔ شاعر یہ بھی واضح کر رہا ہے کہ ایسے لوگ اپنی نوع انسانی ذمہ داری سے کٹ کر رہ گئے ہیں اور انسانیت کے ساتھ تعلقات کو نظر انداز کرتے ہیں۔ یہ اشعار انسان کو یاد دلاتے ہیں کہ خوشحالی کے باوجود سماجی اور اخلاقی ذمہ داری سے غافل نہیں ہونا چاہیے۔

❖ بند نمبر 4:

- کہاں بندگانِ ذلیل ہے اور کہاں وہ
- بسر کرتے ہیں بے غم قوت و ناں وہ
- پہنتے نہیں مجھو سمور کتاں وہ
- مکان رکھتے ہیں رشکِ خُلدِ جناں وہ
- نہیں چلتے بے سواریِ قدم
- بھر نہیں رہتے بے نغمہ ساز دم بھر

مشکل الفاظ کے معنی:

بندگانِ ذلیل: غلام یا ذلیل لوگ

بے غم قوت و ناں: بغیر فکر کے اپنی طاقت اور روزی بسر کرنا

مجھو سمور کتاں: پورے جسم کو چھپانے والے لباس یا ملبوسات نہیں پہننا

رشکِ خُلدِ جناں: ایسا مکان جو جنت کی طرح خوبصورت اور دلکش ہو

بے سواری قدم: بغیر مدد یا سہولت کے چلنا

بے نغمہ ساز دم بھر: بغیر نغمہ یا موسیقی کے لمحہ گزارنا

مفہوم:

شاعر کہتا ہے کہ کچھ لوگ ایسے ہیں جو بندگی یا ذلت کی حالت میں نہیں ہیں، بلکہ اپنی طاقت اور وسائل کو بلا فکر استعمال کرتے ہیں۔ وہ سادہ لباس پہنتے ہیں، مگر ان کا مکان اور زندگی جنت کے حسن و جمال کی مانند ہے۔ وہ اپنی زندگی کو آسان، خوشگوار اور سرشار انداز میں گزارتے ہیں، بغیر کسی پریشانی یا محنت کی شدت کے۔

تشریح:

ان اشعار میں شاعر نے سماجی اور معاشرتی فرق کو اجاگر کیا ہے۔ بندگان ذلیل کی زندگی محدود، پریشان اور مشکل ہوتی ہے، جبکہ کچھ لوگ اپنی زندگی کو بلا فکر اور خوش حالی سے بسر کرتے ہیں۔ وہ دکھاوا یا رعب نہیں دکھاتے، مگر ان کی آسائش اور مکان حسن و جمال کے لحاظ سے رشک خُلدِ جناں کے مترادف ہیں۔ شاعر اس کے ذریعے انسان کے حالات، خوشحالی اور آسائش کی حقیقت بیان کر رہا ہے اور یہ بتا رہا ہے کہ حقیقی سکون اور شان صرف دولت یا طاقت میں نہیں، بلکہ بلا فکر اور بلا رعب زندگی گزارنے میں بھی ہے۔

❖ **بند نمبر 5:**

- کمر بستہ ہیں لوگ خدمت میں اُن کی
- گل و لالہ رہتے ہیں صحبت میں اُن کی
- نفاست بھری ہے طبیعت میں اُن کی
- نزاکت، سو داخل ہے عادت میں اُن کی

- دواؤں میں مشک اُن کی اُٹھتا ہے ڈھیروں
- وہ پوشاک میں عطر ملتے ہیں سیروں

مشکل الفاظ کے معنی:

کمر بستہ: کسی کی خدمت کے لیے تیار، عاجز

گل ولالہ: پھول اور خوشبو کی مانند، نرمی اور محبت بھری صحبت

نفاست: نرمی، لطافت، عمدگی

نزاکت: باریک بینی، حساسیت یا نرمی

ڈھیروں: مقدار میں بہت زیادہ

سیروں: مقدار، پیمانہ، یا بھرپور انداز

مفہوم:

شاعر کہتا ہے کہ کچھ لوگ اپنی شخصیت اور عادات میں اس قدر عمدہ اور نفیس ہیں کہ ہر کوئی ان کی خدمت اور صحبت میں کمر بستہ ہو جاتا ہے۔ ان کی طبیعت میں لطافت اور نزاکت ہے، اور ان کی عادات میں حساسیت اور نفاست شامل ہے۔ ان کی خوشبو اور لطافت صرف ان کے لباس اور دواؤں میں بھی محسوس ہوتی ہے، جیسے ہر چیز میں ان کی نفاست جھلکتی ہو۔

تشریح:

اس شعر میں شاعر نے کسی اعلیٰ مرتبہ شخصیت یا نفیس انسان کی خصوصیات بیان کی ہیں۔ وہ بتاتا ہے کہ ایسے لوگ نہ صرف اپنی ظاہری باتوں یا عادات میں نفاست رکھتے ہیں بلکہ ان کے اثرات ہر طرف محسوس کیے جا سکتے ہیں۔ لوگ ان کی خدمت کے لیے تیار رہتے ہیں، ان کی صحبت میں محبت اور خوشبو کی طرح نرمی محسوس ہوتی ہے۔ حتیٰ کہ دواؤں اور لباس میں بھی ان کی خوشبو اور نفاست نمایاں ہوتی ہے۔ شاعر اس کے ذریعے انسان کے اعلیٰ اخلاق، لطافت اور حسن سلوک کی تعریف کر رہا ہے۔

❖ بند نمبر 6:

- یہ ہو سکتے ہیں اُن کے ہم جنس کیوں کر
- نہیں چین جن کو زمانے سے دم بھر
- سواری کو گھوڑا نہ خدمت کو نوکر
- نہ رہنے کو گھر اور نہ سونے کو بستر
- پہننے کو کپڑا نہ کھانے کو روٹی
- جو تدبیر الٹی تو تقدیر کھوٹی

مشکل الفاظ کے معنی:

ہم جنس: ایک جیسا، ہم مرتبہ یا برابر

چین: سکون، آرام

دم بھر: پورا عرصہ

سواری: سوار ہونے کی چیز، یہاں سہولت یا سہارا

تدبیر الٹی: کوشش یا منصوبہ ناکام

تقدیر کھوٹی: قسمت خراب، ناپسندیدہ یا بری قسمت

مفہوم:

شاعر کہتا ہے کہ جو لوگ بے چین اور دنیا کی مصیبتوں سے پریشان رہتے ہیں، وہ کبھی اعلیٰ مرتبہ یا نفیس لوگوں کے ہم جنس نہیں ہو سکتے۔ ایسے لوگوں کو نہ سہولت حاصل ہوتی ہے، نہ خدمت میں کوئی مددگار ملتا ہے، نہ رہنے کے لیے مناسب مکان اور نہ آرام کے لیے بستر۔ اگر ان کی تدبیر یا کوشش الٹی ہو جائے، تو ان کی تقدیر بھی خراب ہو جاتی ہے اور وہ اپنی زندگی میں سکون اور خوشحالی نہیں پا سکتے۔

تشریح:

ان اشعار میں شاعر نے انسان کی بے سکونی، پریشانی اور ناکامی کی تصویر کشی کی ہے۔ وہ بتا رہا ہے کہ جو لوگ دنیا کے دکھ، مشکلات اور مصائب سے پریشان رہتے ہیں اور اپنی تدبیر صحیح طریقے سے نہیں کرتے، وہ کبھی اعلیٰ مرتبہ، نفیس یا خوشحال لوگوں کی مانند نہیں بن سکتے۔ ایسے افراد نہ زندگی کی بنیادی سہولیات حاصل کر پاتے ہیں اور نہ آرام و سکون میں حصہ لے پاتے ہیں۔ شاعر نے یہ بھی واضح کیا ہے کہ تدبیر اور کوشش کی ناکامی انسان کی تقدیر کو بگڑ دیتی ہے، جس سے اس کی زندگی میں مشکلات اور بے سکونی بڑھ جاتی ہے۔

❖ **بند نمبر 7:**

- ہم وہ سیہ بخت ہیں طارق کہ شہر میں
- کھولیں دکان کفن کی لوگ مرنا چھوڑ دیں
- یہ پہلا سبق تھا کتاب ہدی کا
- کہ ہے ساری مخلوق کنبہ خدا کا

- وہی دوست ہے خالق دوسرا کا
- خلائق سے ہے جس کو رشتہ ولا کا
- یہی ہے عبادت، یہی دین و ایماں
- کہ کام آئے دنیا میں انساں کے انساں

مشکل الفاظ کے معنی:

سیہ بخت: بدقسمت یا مصیبت زدہ

دکاں کفن کی کھولنا: موت یا قبر کی طرف اشارہ، علامتی طور پر زندگی کی حقیقت بیان کرنا

کتاب ہدی: ہدایت کی کتاب، یعنی قرآن یا کسی تعلیم بخش کتاب

کنبہ خدا کا: ساری مخلوق خدا کی تخلیق

رشتہ ولا: محبت اور تعلق

عبادت: اللہ کی رضا کے لیے اعمال

ایمان: عقیدہ، دین یا ایماں

انساں کے انساں کے کام آنا: انسانیت کی خدمت کرنا، دوسروں کے لیے فائدہ مند ہونا

مفہوم:

شاعر کہتا ہے کہ ہم وہ لوگ ہیں جو زندگی کی سختیوں اور مشکلات میں مبتلا ہیں۔ ہم حقیقت اتنی واضح دکھاتے ہیں کہ لوگ موت یا حقیقت زندگی سے خوفزدہ ہو جائیں۔ کتاب ہدایت کا پہلا سبق یہ ہے کہ ساری مخلوق خدا کی تخلیق ہے۔ جو شخص اللہ کے سوا دوسروں کے لیے بھی دوست بن کر رشتہ اور محبت رکھتا ہے، وہی حقیقی عبادت اور دین و ایمان کو سمجھتا ہے۔ اصل دین و عبادت یہ ہے کہ انسان دنیا میں دوسروں کے لیے کام آئے اور انسانیت کی خدمت کرے۔

تشریح:

ان اشعار میں شاعر نے انسانیت، اخلاق اور عبادت کے حقیقی معنی بیان کیے ہیں۔ زندگی کی سختیوں اور موت کی حقیقت کو اجاگر کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ انسان کو اپنی زندگی دوسروں کی بھلائی اور خدمت میں صرف کرنی چاہیے۔ کتاب ہدایت کی تعلیم کے مطابق ہر مخلوق خدا کی تخلیق ہے اور ہر انسان کی ذمہ داری ہے کہ وہ دوسروں کے ساتھ محبت اور رشتہ داری قائم کرے۔ عبادت اور ایمان صرف نماز، روزہ یا عبادتی اعمال تک محدود نہیں، بلکہ اصل دین و ایمان یہ ہے کہ انسان دنیا میں دوسروں کے لیے مفید ہو، ان کی زندگی میں سکون اور خوشحالی لانے والا بنے۔ شاعر اس کے ذریعے اخلاقی اور روحانی تعلیمات کو عملی زندگی سے جوڑ رہا ہے۔

Note:

This chapter is designed to provide a solid foundation of knowledge, with the goal of deepening understanding and encouraging further exploration of the subject. The content has been carefully selected to support effective learning and inspire students to engage with the topic more deeply.

Author: Muhammad Asghar

Purpose: To contribute to education by offering insightful, valuable content that enhances learning and understanding.

Copyright & Usage Policy

© 2026 **Muhammad Asghar**. All rights reserved.

No part of these notes may be reproduced, redistributed, or used for commercial purposes without explicit written permission from the author. These notes are intended solely for personal study and educational use.